غازی عزیر (الخبر۔ سعودی عرب)

مقالات

"ختنہ ـــــ ایک دینی شعار"

ختنہ کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم ختنہ (CIR CUM CISION) کا لغوی معنیٰ "قلفہ" یعنی عضوِ تناسل کے اگلے حصّہ کی جلد، جس کو انگلش میں "PREPUCE" کہتے ہیں، کاٹ کر علیحدہ کرنا ہے۔ عام اصطلاح میں یہ لفظ جلد کے اس حصّہ کے لیے بولا جاتا ہے جو حشفہ (GLANS PENIS) کے نچلے حصّہ میں سمٹی ہوئی ہوتی ہے، جسے وہاں سے کاٹ کر جسم سے جدا کیا جاتا ہے۔ ختنہ ایک معمولی عملِ جراحی ہے، کسی آلہ یا معدنی سلائی کی مدد سے حشفہ کے اوپر کی تمام جلد کو آگے کی جانب سمیٹ کر استرے سے کاٹ دیا جاتا ہے، خون روکنے اور جلد زخم بھرنے کے لیے کوئی دوا، پاؤڈر یا مرہم لگا کر پٹی باندھ دی جاتی ہے۔ یہ زخم عموماً ایک ہفتہ میں مندمل ہو جاتا ہے۔ برِصغیر ہندوستان و پاکستان کے اکثر مقامات پر یہ خدمت حجام، عام جراح یا ہسپتال کا عملہ انجام دیتا ہے۔

شریعت میں ختنہ یا ختان اس عملِ جراحی کے علاوہ اعضائے پوشیدہ کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے اور اس کے متعلق ہمیں سنتِ نبویؐ میں واضح طور پر مرتب شدہ احکامات بھی ملتے ہیں، مثلاً ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"اِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ"

(رواہ احمد و ترمذی و نسائی)

"جب (مرد اور عورت کے) ختنے مل جائیں تو غسل واجب ہو گیا۔"

ایک اور روایت میں ہے:

"اِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ وَغَابَتِ الْحَشَفَةُ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ، اَنْزَلَ اَوْلَمْ يُنْزِلْ"

(رواہ طبرانی)

یعنی "جب (مرد عورت کے) ختنے اس طرح مل جائیں کہ حشفہ غائب ہو جائے

تو غسل واجب ہو گیا خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔"

امام بخاریؒ نے بھی اپنی صحیح میں ایک باب اس ضمن میں مقرر فرمایا ہے:

"اِذَا الْتَقَی الْخِتَانَانِ" (صحیح بخاری کتاب الغسل)

یعنی "جب (مرد و عورت کے) ختنے مل جائیں۔"

برصغیر ہندوستان و پاکستان میں عموماً ختنہ کو کسی شخص کے مسلمان ہونے کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے علاوہ یہودیوں اور بعض عیسائیوں میں بھی ختنہ کروانے کا رواج ہے۔ عصرِ حاضر میں اکثر غیر مسلم قومیں بھی اس کے طبی فوائد کے پیشِ نظر ختنہ کرواتی ہیں۔

اسلام میں ختنہ کی مشروعیت

احادیث میں جہاں فطرت[1] کے خصائل کا بیان آیا ہے، وہاں ختنہ کا ذکر بھی موجود ہے۔ اس کی مشروعیت پر بہت سی احادیث دلالت کرتی ہیں جن میں سے چند یہاں پیش کی جاتی ہیں:

۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ اَوْ خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ، وَالْاِسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ"

(صحیح البخاری کتاب اللباس و صحیح مسلم)

"فطرت پانچ چیزیں ہیں یا پانچ چیزیں فطرت کے تقاضوں سے ہیں۔ یعنی ختنہ کروانا، موئے زیرِ ناف صاف کرنا، بغل کے بال اکھاڑنا، ناخن تراشنا اور مونچھیں چھوٹی کرنا۔"

۲۔ عمار بن یاسر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مِنَ الْفِطْرَةِ: اَلْمَضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ وَقَصُّ الشَّارِبِ

---

[1] علمائے اسلام نے فطرت کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ ایک فطرتِ ایمانیہ: جو قلب سے تعلق رکھتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس پر قطعی و کامل ایمان۔ دوسری قسم فطرتِ عملیہ ہے۔ پہلی قسم روح کے تزکیہ اور طہارتِ قلب سے متعلق ہے، جب کہ دوسری قسم جسمانی طہارت اور تزیینِ مظہر سے۔ جسمانی فطرت میں اولیٰ ختنہ کروانا ہے۔ ان احادیث میں فطرت کی اسی دوسری قسم کا ذکر ہوا ہے۔

وَالسِّوَاكُ وَتَقْلِيمُ الْاَظَافِرِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَالْاِخْتِتَانُ ؎

(مسند احمد)

یعنی "(یہ چیزیں) فطرت میں سے ہیں: کلی کرنا، ناک کرنا، مونچھیں چھوٹی کرنا، مسواک کرنا، ناخن تراشنا، بغل کے بال اکھاڑنا، موئے زیرِ ناف صاف کرنا اور ختنہ کرواتا۔"

ختنہ کی دینی حکمت اور اہمیت

۱- ختنہ کرواتے میں عظیم دینی حکمت کے ساتھ صحت و تندرستی کے بیشمار فوائد بھی شامل ہیں جن کو علماء اور اطباء نے مفصل طور پر بیان کیا ہے۔

۲- دینی اعتبار سے ختنہ کروانا اولیٰ و اہم ترین فطرت، شعارِ اسلام اور عنوانِ شریعت ہے۔

۳- بعض اہلِ علم حضرات نے اسے اتمامِ حنیفیت میں سے قرار دیا ہے، جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی لسانِ مبارک پر مشروع فرمایا تھا۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا - الآية"

(النحل: ۱۲۳)

"پھر ہم نے وحی نازل کی آپ پر (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہ اتباع کیجئے دینِ ابراہیمؑ کی، جو اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہیں کرتے تھے اور نہ ہی ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرا رکھے تھے۔"

(ترجمہ بمطابق مختصر انگریزی معانی القرآن الکریم لابنِ کثیرؒ صفحہ ۲۸ مترجم: ڈاکٹر محمد تقی الدین ہلالی المراکشی و ڈاکٹر محمد محسن خان طبع ثانی الفقرہ)

۴- ختنہ کروانا بدن کی صبغت میں سے ہے، جس طرح کہ مونچھیں چھوٹی کرنا، ناخن تراشنا، بغل کے بال اکھاڑنا، موئے زیرِ ناف صاف کرنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا وغیرہ اس میں شامل ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کے جس رنگ میں رنگنا چاہے، بندگی کا تقاضا یہی ہے کہ ہم اسی رنگ میں رنج بس جائیں۔ جیسا کہ باری تعالیٰ قرآنِ کریم میں خود ارشاد فرماتا ہے:

"صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۖ وَّنَحْنُ لَهٗ

عَابِدُوْنَ " (البقرہ : ۱۳۸)

" (ہم دین کی) اس حالت پر ہیں جس میں (ہم کو) اللہ تعالیٰ نے رنگ دیا ہے اور دوسرا کون ہے جس کا رنگ دینا اللہ تعالیٰ سے خوب تر ہو اور (اسی لیے) ہم اسی کی غلامی اختیار کیے ہوئے ہیں ۔" (قرآن کریم مع اختصار شدہ ترجمہ و تفسیر بیان القرآن از اشرف علی تھانوی ص ۱۸۰ طبع ۱۹۸۳ء)

۵۔ ختنہ کروانا ، اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ حاکمیت کا اقرار و اعتراف ، اُس کی ہمہ گیر سلطانیت کے اوامر و احکام کا انسانی زندگی میں بالعمل نفاذ اور اُس کی منشاء و رضا جوئی میں خضوع کی بہترین مثال ہے ۔

۶۔ اگر اولاد نرینہ ہو تو اس کا ختنہ کروانا نومولود کے حقوق میں شامل ہے ۔

۷۔ ختنہ کروانا مسلمانوں کو غیر مسلم قوموں اور ادیانِ مختلفہ کے طور طریقوں سے ممیز و ممتاز کرتا ہے ۔

ختنہ کروانا سُنّت ہے یا واجب ؟ ــــ فقہاء کی آراء کی روشنی میں

اس امر میں فقہاء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے کہ ختنہ کروانا سنّت ہے یا کہ واجب ؟ جو فقہاء ختنہ کے سنّت ہونے کے قائل ہیں ، ان میں امام حسن بصریؒ ، امام ابو حنیفہؒ اور بعض ائمہ حنابلہ ہیں ۔ اور جو لوگ اس کے وجوب کے قائل ہیں ان میں امام شعبی ، امام ربیعہ ، امام اوزاعی ، امام یحییٰ بن سعید انصاری ، امام مالک ، امام شافعی اور امام احمد ہیں (رحمھم اللہ)

سید قاسم محمود صاحب ، مدیر شاہکار فاؤنڈیشن کراچی لکھتے ہیں :

" امام شافعیؒ اور بہت سے دوسرے علماء کے نزدیک ختنہ واجب ہے ۔
امام مالکؒ اور اکثر علماء کے نزدیک سنّت ہے [1] ۔"

موصوف کی تحقیق امام مالکؒ کے متعلق غلط اور ناقص ہے ۔ امام مالکؒ نے ختنہ کے وجوب کے مؤقف میں اس قدر شدت اختیار فرمائی ہے کہ اُن کے نزدیک " غیر ختنہ شدہ

---

[1] شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا ص ۸۳۴ مطبع شاہکار فاؤنڈیشن کراچی

شخص کی نہ امامت جائز ہے اور نہ اس کی شہادت مقبول ہے۔"

ختنہ کے سنّت ہونے کے دلائل اور اُن کا جائزہ

ذیل میں ہم ان فقہاء کی دلیلیں پیش کرتے ہیں جو ختنہ کروانے کو سنّت قرار دیتے ہیں اور ساتھ ہی اُن کی دلیلوں کا علمی جائزہ بھی پیشِ خدمت ہے:

ان کی پہلی دلیل شداد بن اوس کی وہ روایت ہے، جس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اَلْخِتَانُ سُنَّۃٌ لِلرِّجَالِ مَکْرُمَۃٌ لِلنِّسَآءِ" (رواہ امام احمد)

"ختنہ مردوں کے لیے سنّت اور عورتوں کے لیے مکرم ہے۔"

ان کی دوسری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ختنہ کو حدیثِ فطرت میں مسنونات "مثلاً ناخنوں کو تراشنا، بغل کے بالوں کو اکھاڑنا اور موئے زیرِ ناف صاف کرنا وغیرہ" کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ جو اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ختنہ بھی ان دوسری مسنونات کی طرح سنّت ہے نہ کہ واجب۔

ایک تیسری دلیل امام حسن بصری کے اس قول سے پیش کی جاتی ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں بہت سے لوگ مسلمان ہوئے خواہ وہ کالے ہوں یا گورے، رومی ہوں یا فارسی اور حبشی ...... لیکن (یہ ثابت نہیں ہے کہ) اُن میں سے کسی کو مسلمان کرتے وقت اس امر (یعنی ختنہ) کی تحقیق و تفتیش کی گئی ہو۔" چنانچہ اگر ختنہ کروانا واجب ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب لوگوں کا اسلام قبول نہ فرماتے حتیٰ کہ وہ سب لوگ ختنہ کروا لیتے۔ یہ بات بھی ختنہ کے سنّت ہونے پر دلالت کرتی ہے۔"

اگر ختنہ کے سنّت ہونے کی ان تینوں دلیلوں کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ان میں سے کوئی ایک دلیل بھی قطعی حکم ثابت کرنے کے لیے قوی نہیں ہے۔
حدیث "اَلْخِتَانُ سُنَّۃٌ لِلرِّجَالِ مَکْرُمَۃٌ لِلنِّسَآءِ" کے متعلق محدثین اور محققین فرماتے ہیں کہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہے اور تمام فقہاء

کے نزدیک یہ امر مسلّم ہے کہ ضعیف احادیث سے احکامِ شرعیہ کے استنباط میں احتجاج نہیں کیا جائے گا۔ بعض لوگ اس حدیث کے ضعف سے انکار کرتے ہیں[1]، اگر ان کی بات کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس حدیث سے صرف یہ پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ختنہ کو سنّت بتایا ہے لیکن چونکہ اس کا حکم بھی دیا ہے لہٰذا آپ کا حکم فرمانا اس کے وجوب کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔

ختنہ کو سنّت قرار دینے والوں کی دوسری دلیل بھی زیادہ قوی نہیں ہے۔ کیونکہ محولہ حدیثِ فطرت میں چند ایسی چیزیں بھی مذکور ہیں جو واجب ہیں۔ مثلاً غسل کے دوران کلی کرنا اور ناک کی صفائی کرنا۔ ان واجبات کے ساتھ اس حدیث میں بعض چیزیں مستحب بھی ہیں۔ مثلاً مسواک کرنا اور ناخن تراشنا وغیرہ۔ پس جس حدیث سے احتجاج کیا گیا ہے اس میں دونوں قسم کے امور مذکور ہیں یعنی جو واجب ہیں وہ بھی اور جو مستحب ہیں وہ بھی۔ اگر ختنہ کو سنّت مان بھی لیا جائے تو بھی طہارت کی صحت کے لیے یہ واجب کا متقاضی ہے، کیونکہ ختنہ نہ ہونے کی صورت میں اکثر اوقات قلفہ کے اندر غلاظت باقی رہ جانے کا

---

[1] جو لوگ اس حدیث کے ضعف کو تسلیم نہیں کرتے ان کی دلیل محض حافظ ابوالعلاء ہمدانی کا وہ مشہور قول ہے کہ:

"مسند احمد میں کوئی موضوع حدیث نہیں ہے۔"

لہٰذا یہ روایت بھی صحیح ہے۔ لیکن امام ابن الجوزیؒ مسند احمد کے متعلق کہتے تھے کہ:

"اس میں بھی بعض ایسی حدیثیں موجود ہیں جن کے متعلق حتمی طور پر معلوم ہو چکا ہے کہ وہ جھوٹی ہیں۔"

امام ابن الجوزیؒ کی اصطلاح میں موضوع وہ حدیث ہے جس کے بطلان پر دلیل قائم ہو جائے۔ اگرچہ اس کے راوی نے عمداً غلط بیانی نہ بھی کی ہو بلکہ سہو کا شکار ہوا ہو۔ جبکہ حافظ ابوالعلاء ہمدانیؒ کی اصطلاح میں موضوع وہی حدیث ہے جس کے راوی نے اسے قصداً گھڑا ہو۔ امام ابن الجوزیؒ حنبلی بغدادی نے اپنی مشہور کتاب "موضوعات" میں بہت سی موضوع احادیث کے ساتھ مسند امام احمدؒ کی بھی بعض حدیثیں لکھی ہیں اور حق یہ ہے کہ موضوعات کے باب میں ابن الجوزیؒ کی رائے باتفاق علماء صحیح ہے۔

اندیشہ رہتا ہے۔

ختنہ کے سنت ہونے کی تیسری دلیل، جس میں امام حسن بصری کے قول سے احتجاج کیا گیا ہے، وہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر اسلام قبول کیا تھا وہ سب ختنہ کی تحقیق و تفتیش سے مستغنی تھے۔ مستند ماخذ سے ثابت ہے کہ سب عرب قاطبہ دورِ جاہلیت میں ختنہ کرواتے تھے، اسی طرح یہود قاطبہ میں بھی ختنہ کرایا جاتا تھا[۱] چنانچہ سوائے بعض عیسائیوں کے کوئی بھی شخص غیر ختنہ شدہ

---

[۱] امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں حضرت ابنِ عباسؓ کی ایک طویل روایت بحوالہ ابوسفیان بن حرب نقل کی ہے، جس میں ابنِ ناظور اور ہرقل کا مکالمہ مذکور ہے جس سے اہلِ عرب اور یہودیوں کا ختنہ کروانا واثق ہوتا ہے:

"فَقَالَ لَهُمْ حِينَ سَأَلُوهُ إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ حِينَ نَظَرْتُ فِي النُّجُومِ مَلِكَ الْخِتَانِ قَدْ ظَهَرَ فَمَنْ يَخْتَتِنُ مِنْ هَذِهِ الأُمَّةِ قَالُوا لَيْسَ يَخْتَتِنُ إِلَّا الْيَهُودُ فَلَا يُهِمَّنَّكَ شَأْنُهُمْ وَاكْتُبْ إِلَى مَدَايِنِ مُلْكِكَ فَلْيَقْتُلُوا مَنْ فِيهِمْ مِنَ الْيَهُودِ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى أَمْرِهِمْ أُتِيَ هِرَقْلُ بِرَجُلٍ أَرْسَلَ بِهِ مَلِكُ غَسَّانَ يُخْبِرُ عَنْ خَبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اسْتَخْبَرَهُ هِرَقْلُ قَالَ اذْهَبُوا فَانْظُرُوا أَمُخْتَتِنٌ هُوَ أَمْ لَا: فَنَظَرُوا إِلَيْهِ فَحَدَّثُوهُ أَنَّهُ مُخْتَتِنٌ وَسَأَلَهُ عَنِ الْعَرَبِ فَقَالَ هُمْ يَخْتَتِنُونَ فَقَالَ هِرَقْلُ هَذَا مَلِكُ هَذِهِ الأُمَّةِ قَدْ ظَهَرَ الخ" (صحیح بخاری کتاب الوحی)

"(ہرقل) نے اپنے مصاحبین کے استفسار پر بتایا کہ میں نے جب رات کو تاروں پر نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ ایک ختنہ کرنے والا بادشاہ غالب آگیا ہے (یہ پتہ چلاؤ) کہ اس زمانے میں کون ختنہ کرواتا ہے؟ لوگوں نے کہا یہ یہودیوں کا طریقہ ہے، لیکن یہود سے آپ کوئی خطرہ محسوس نہ کریں اور اپنے ملک کے تمام بڑے شہروں میں

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نہیں ہوتا تھا کیونکہ عیسائیوں میں بھی دو فرقے تھے، ایک فرقہ ختنہ کرواتا تھا، دوسرا اس کو ضروری تصور نہیں کرتا تھا۔

امام ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"عہدِ نبویؐ میں جو شخص بھی دائرہ اسلام میں داخل ہوتا تھا وہ بھی، اور جو نہیں ہوتا تھا وہ بھی، دونوں اسلام کے بنیادی اور ابتدائی علوم سے واقف ہوتے تھے، ختنہ کو شعارِ اسلام اور غسل کو اسلام کا بنیادی و ابتدائی فریضہ تصور کرتے تھے۔ اگر قبولِ اسلام سے قبل واقف نہ بھی ہوں تو اسلام قبول کرنے کے بعد ان چیزوں کو جان لیتے تھے۔"

(تحفۃ المودود فی احکام المولود لامام ابن القیمؒ صـ ۱۰۴ بالاختصار)

امام ابن القیمؒ کے مندرجہ بالا قول کی تائید عثیم بن کلیب اور زہری کی روایات سے بھی ہوتی ہے۔ جن کا ذکر ان شاء اللہ آگے آئے گا، فی الحال یہ سمجھ لینا کافی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ ہمیشہ امت کی خیر و سعادت اور امتِ مسلمہ کو دوسری اُمتوں سے ممیز و ممتاز ہو سکنے کی جانب رشد و ہدایت فرمائی ہے، لہٰذا آپؐ کا طریق و منہج بجائے بحث و تنقید یا تحقیق و تفتیش کے یہ تھا کہ جو شخص آپؐ کی دعوت پر لبیک کہتا، آپؐ اُس کے ظواہر پر اُس کا اسلام لانا قبول فرماتے اور اس کے دل کے باطنی احوال یا پوشیدہ راز اور عزائم کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دیتے تھے۔

(حاشیہ از صفحہ سابقہ)

اطلاع کر دیجئے کہ تمام یہودی قتل کر دیئے جائیں۔ ابھی وہ لوگ اسی سوچ بچار میں تھے کہ ہرقل کی خدمت میں ایک شخص حاضر کیا گیا جسے والیٔ غسان نے بھیجا تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ بیان کیا تو ہرقل بولا، جاؤ اور دیکھو کہ کیا وہ ختنہ کیے ہوئے ہیں؟ لوگوں نے اس کو دیکھا تو بیان کیا کہ وہ ختنہ شدہ ہے۔ ہرقل نے اس سے عرب کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ لوگ بھی ختنہ کرتے ہیں؟ اس نے بتایا کہ ہاں۔ تب ہرقل بولا کہ یہی رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آج کے دور کا بادشاہ ہے جو ظاہر ہو گیا ہے الخ۔"

ختنہ کے واجب ہونے کے دلائل

اب ان فقہاء کی چند دلیلیں پیش ہیں جو ختنہ کے وجوب کے قائل ہیں:

۱۔ عثیم بن کلیب اپنے دادا کے متعلق اپنے والد کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں:
"وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ "میں نے اسلام قبول کیا" آپؐ نے فرمایا:
"اَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ وَاخْتَتِنْ" (رواہ احمد و ابوداؤد)
یعنی "اپنے عہدِ کفر کے (سر کے) بال منڈواؤ اور ختنہ کرواؤ۔"

۲۔ زہری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"مَنْ اَسْلَمَ فَلْيَخْتَتِنْ وَاِنْ كَانَ كَبِيْرًا" (رواہ حرب فی مسائلہ)
یعنی "جو شخص اسلام قبول کرے پس وہ ختنہ بھی کروائے اگرچہ کبیر السن ہی ہو۔"

۳۔ وکیع نے سالم، عمرو بن ہرم، جابر اور یزید کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ:
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:
"اَلْاَقْلَفُ لَا يُقْبَلُ لَهٗ صَلٰوةٌ وَلَا تُؤْكَلُ ذَبِيْحَتُهٗ۔"
یعنی "غیر ختنہ شدہ شخص کی نہ نماز قبول ہوتی ہے اور نہ اس کا ذبیحہ قابلِ اعتماد ہوتا ہے۔"

۴۔ موسیٰ بن اسماعیل نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے:
"اِنَّ الْاَقْلَفَ لَا يُتْرَكُ فِي الْاِسْلَامِ حَتّٰى يَخْتَتِنَ۔"
(رواہ البیہقی)
"غیر ختنہ شدہ شخص کا اسلام میں کوئی تزکیہ نہیں ہے، تاآنکہ وہ ختنہ کروالے۔"

۵۔ خطابی کا قول ہے:
"ختنہ ایک ایسی شئے ہے جو جملہ کتبِ سنن میں مذکور ہے۔ کثیر تعداد میں علماء کے نزدیک یہ واجب اور دینی شعار ہے۔ یہ وہ چیز ہے جس سے مسلم کو غیر مسلم سے پہچانا جا سکتا ہے۔ اگر کسی ختنہ شدہ شخص کی نعش غیر ختنہ شدہ مقتول اشخاص کی جماعت کے درمیان پائی جائے تو اُس پر نماز (جنازہ) پڑھی جائے گی اور اس نعش کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔"

۶ - ختنہ کے وجوب کے لیے فقہاء نے یہ علت بھی بیان کی ہے کہ :

"چونکہ قلفہ عضوِ تناسل کے تقریباً اگلے نصف حصّہ کو اپنے اندر چھپائے رکھتا ہے اس لیے جب غیر ختنہ شدہ شخص پیشاب کرتا ہے تو قلفہ کے اندر لگے ہوئے پیشاب کے باقی قطرات کا پانی یا مٹی کے ڈھیلے سے استنجا کیا جانا ممکن نہیں ہے ۔ کیونکہ ایسی صورت میں نہ تو پانی ہی قلفہ کے اندر پہنچ کر نجاست کو دور کرتا ہے اور نہ ہی مٹی کا ڈھیلا قلفہ کے اندر کی نجاست کو جذب کرنے کی قدرت رکھتا ہے ۔ پس ایسے شخص کی طہارت موقوف ہونے کے باعث اس کی نماز میں فساد واقع ہوتا ہے ، چنانچہ بہت سے سلف وخلف نے ایسے شخص کی امامت سے منع کیا ہے ۔ مگر بحیثیت مقتدی اس کی نماز کو معذور کی نماز تصور کیا ہے اور اس کی طہارت کی عدمِ صحت کو سلس البول[1] کی بیماری پر قیاس کیا ہے ۔"

۷ - عبدالرحمٰن الجزیری بیان کرتے ہیں :

"حنفیہ کے نزدیک غُسل کے دوران غیر ختنہ شدہ شخص کے لیے قلفہ کی جِلد کے اندر پانی داخل کرنا واجب نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص ایسا کرے تو یہ اس کے لیے مستحب ہے[2] ۔ لیکن شافعیہ کے نزدیک قلفہ کے نیچے پانی کا پہنچنا واجب ہے ۔ . . . اگر کوئی شخص غیر ختنہ شدہ مر جائے تو اس کو بغیر نمازِ (جنازہ) کے دفن کیا جائے ۔ لیکن بعض شوافع کا قول ہے : کوئی شخص تیمم کر کے اس کی نماز (جنازہ) پڑھ لے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ شافعیہ کے نزدیک ختنہ کروانا واجب ہے ۔ اس دور میں یہ مقتضیاتِ صحت میں سے بھی ہے ۔ لہٰذا جو شخص ختنہ نہ کروائے وہ نرا جاہل ہے[3] اور حنابلہ کے نزدیک غسلِ جنابت کے دوران ظاہری بدن میں قلفہ کے اندر بھی پانی پہنچنا شامل ہے[4] ۔"

---

[1] سلس البول ایسی بیماری کو کہتے ہیں جس میں مثانہ کی کمزوری کے باعث مریض کو تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد پیشاب کے چند قطرات باوجود ضبط کرنے کے نکلتے رہتے ہیں ۔

[2] الفقہ علی المذاہب الاربعہ ص ۱۱۲ / ۱ طبع استانبول [3] ایضاً ص ۱۱۴ / ۱ [4] ایضاً ص ۱۱۵ / ۱

۸- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا" (النحل: ۱۲۳)

"پھر ہم نے وحی نازل کی آپ پر (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہ اتباع کیجئے دینِ ابراہیمؑ کی جو اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہیں کرتے تھے اور نہ ہی ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرا رکھے تھے۔"

قرآن کریم کی اس آیت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی تمام امت، دینِ ابراہیمؑ کی اتباع پر مامور ہیں۔ چونکہ ختنہ کروانا دین ابراہیم علیہ السلام سے ہے اس لیے اس امر کی اتباع بھی امتِ محمدیہ پر واجب ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کے ختنہ کے متعلق امام بخاریؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے:

"قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً بِالْقَدُومِ" [۱]

(صحیح بخاری کتاب الانبیاءؑ)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی (۸۰) سال کی عمر میں بسولے سے اپنا ختنہ کیا تھا۔"

ایک اور روایت میں ہے:

"آپ (حضرت ابراہیمؑ) ہی وہ پہلے شخص تھے جس نے مہمان کی میزبانی کی، آپؑ ہی پہلے شخص تھے جس نے پاجامہ زیب تن فرمایا، اور آپؑ ہی پہلے شخص تھے جس نے ختنہ کی۔ آپؑ کے بعد تمام رسولوںؑ اور ان کی امتوں میں، جنہوں نے آپؑ کی اتباع کی، ختنہ کی یہ سنت جاری رہی۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔"

[۱] سید قاسم محمود صاحب نے حضرت ابراہیمؑ کے ختنہ کے وقت ان کی عمر کے متعلق لکھا ہے:
"ابن سعد نے ایک حدیث نقل کی ہے جس کی رو سے حضرت ابراہیمؑ کا ختنہ تیرہ (۱۳) سال کی عمر میں ہو چکا تھا۔" (شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا ص ۸۳۴ مطبع شاہکار فاؤنڈیشن کراچی) یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

۹۔ ابو ایوب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ " چار چیزیں سنن المرسلین ہیں : ختنہ کروانا[1]، عطر لگانا، مسواک کرنا اور نکاح ۔ "

(رواہ ترمذی واحمد)

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ختنہ کروانا سب سے اہم فطرت، شعارِ اسلام، عنوانِ شریعت اور تمام مسلم مردوں پر واجب ہے۔ جو شخص مسلم ہونے کے باوجود اس بات کا علم نہ رکھے اور بلوغت سے قبل اپنے اوپر اس حکم کا نفاذ نہ کرے وہ گنہگار، معصیت کا مرتکب، ناپاکی اور حرام دوزر میں واقع ہوگا۔

(جاری ہے)

---

[1] بعض نسخوں میں " ختنہ " کی جگہ " الحیاء " اور بعض میں " الحناء " وارد ہوا ہے لیکن ابوالحجاج المزی کی تحقیق کے مطابق ان نسخوں میں " الحیاء " اور " الحناء " دونوں غلط ہیں۔ شیخ محاملی سے ثابت ہے کہ انہوں نے حدیث میں لفظ " الختان " اپنے شیخ سے روایت کیا ہے جس سے امام ترمذیؒ نے بھی روایت لی ہے۔ تفصیل کے لیے " تحفۃ المودود فی احکام المولود مصنفہ امام ابن القیمؒ صہ ۹۳ ملاحظہ فرمائیں۔

شعر و ادب — جناب فضل رو پڑی

سب کچھ ہے!

آسماں ہے زمیں ہے سب کچھ ہے — کائناتِ حسیں ہے، سب کچھ ہے
مال و دولت کی ہے فراوانی — اک سکوں ہی نہیں ہے، سب کچھ ہے
کسبِ دولت میں منہمک ہیں سبھی — ذرا فرصت نہیں ہے، سب کچھ ہے
ساری آسائشیں میسر ہیں — کوئی وارث نہیں ہے، سب کچھ ہے
ہے غریبوں کے پاس صبر و سکوں — گرچہ دولت نہیں ہے، سب کچھ ہے

اس کو پرواہ کچھ نہیں جس کا
احکم الحاکمیں ہے، سب کچھ ہے